نہر زبیدہ

الطاف علی قریشی

مکہ معظمہ ایک تنگ سنگلاخ اور بنجر وادی میں واقع ہے جسکے اردگرد خشک اور بےآب و گیاہ پہاڑ پھیلے ہوئے ہیں ۔ وہاں سبزے نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی ، اسی لئے قرآن مجید میں اسے واد غیر ذی زرع (۱) کہا گیا ہے ۔ اسی بےآب و گیاہ علاقے میں حضرت اسمٰعیلؑ کے پاؤں کی ٹھوکر سے وہ چشمہ ابل پڑا جس سے فرزندان توحید اپنی پیاس بھی بجھاتے ہیں اور ارشاد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اسے پی کر شفایاب بھی ہوتے ہیں ۔

مکہ کی آبادکاری (۲)

سیدنا ھاجرہ اپنے فرزند کے ساتھ زندگی کے دن گزار رہی تھیں کہ حسن اتفاق سے بنو جرھم کا ایک قبیلہ راستہ بھول کر ادھر آنکلا جو شام جانے کا عزم رکھتا تھا مگر مکہ مکرمہ کے نشیبی علاقہ میں خیمہ زن ہو گیا ۔ ایک دن انھوں نے ایک آبی پرندہ فضا میں اڑتا دیکھا جو انکی توجہ کا مرکز بن گیا ۔ وہ باھم حیرت انگیز لہجہ میں گفتگو کرنے لگے کہ یہ پرندہ تو پانی کا ہے اور اسکی پرواز پانی پر ہوا کرتی ہے مگر یہاں تو متعدد بار ھمارا گزر ہوا ہے پانی کا نام و نشان تک نہیں ہے ۔ اس خشک جنگل اور چٹیل میدان میں پانی کہاں ؟ لیکن یہ پرندہ اپنے فن میں اسقدر مہارت رکھتا ہے کہ اس سے ایسی لغزش کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا ۔ تحقیق حال کی غرض سے اپنے

معتمدین کا ایک وفد بھیجا تاکہ حقیقت منکشف ہو سکے ۔ جب یہ متجسس لوگ اس بے آب و گیاہ علاقے میں اس مقام پر پہنچے جہاں آب زمزم جاری تھا تو حیران و ششدر رہ گئے ۔ واپس جا کر انھوں نے اپنے قبیلے کو صورت حال سے آگاہ کیا تو ان میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور پورے قبیلہ نے اسطرف کوچ کر دیا جب انھوں نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو پانی کے کنارے موجود پایا تو انکے حضور عرض کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہاں فروکش ہو جائیں ۔ حضرت ہاجرہ نے فوراً اجازت دیدی اس شرط کے ساتھ کہ پانی کے حقوق مالکانہ انکے اپنے نام محفوظ رہینگے اور قافلہ والوں کو اس پر قابض ہونے کا کوئی حق نہ ہوگا ۔ قافلہ والوں نے یہ شرط قبول کر لی اور وہاں باہم شیر و شکر ہو کر رہنے لگے ۔ حضرت اسماعیلؑ کی زبان عبرانی تھی چنانچہ ان سے گھل مل کر عربی زبان بھی سیکھ لی ۔

حضرت اسماعیلؑ نے اپنی بود و باش کیلئے عین کعبۃ اللہ کے مقام پر ایک سادہ سی جھونپڑی بنالی اور اسکے ساتھ والی جگہ پر بھیڑ بکریوں کا باڑہ بھی بنا لیا ۔ حضرت ابراھیمؑ ہر سال اپنی بیوی اور بچے کی خبر گیری کیلئے براق پر سوار ہو کر تشریف لاتے رہتے تھے ۔ (ابن کثیر جلد ۱ ۔ صفحہ ۱۷۸)

علامہ قرمانی (۳) نے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ سیدہ ہاجرہ زمزم کے پانی پر پانچ دن برابر گزارہ کرتی رہیں ۔ یہی انکی غذا کا کام دیتا تھا ۔ چھٹے دن عمالقہ کے دو نوجوان اپنے ایک گم گشتہ اونٹ کی تلاش میں جبل ابوقبیس کی طرف آئے ۔ یہ لوگ عرفات میں خیمہ زن تھے ۔ انکی نگاہ پانی پر پڑی تو حیران و ششدر رہ گئے ۔ واپس

جا کر یہ خبر قبیلہ والوں کو سنائی ۔ چنانچہ معززین قبیلہ تحقیق کیلئے آئے تو سیدہ ھاجرہ اور انکے فرزند کو وھاں پایا ۔ ان سے دریافت کیا کہ تم دونوں یہاں کیسے اور کہاں سے آئے ہو ؟ حضرت ھاجرہ نے پوری سرگذشت سنائی ۔ قبیلہ کے شرفا نے عرض کی کہ اگر ہمیں ہفتہ بھر کیلئے اپنے پاس قیام کی اجازت فرمائیں تو بڑی مہربانی ہوگی کیونکہ ہمارے پاس پانی ختم ہو چکا ہے ۔ حضرت ھاجرہ نے انکی درخواست قبول فرمائی ۔ اسطرح وہ وھاں قیام پذیر ہو گئے ۔

عبدالملک بن حسین المتوفی ۱۱۱۱ ھ سمط النجوم (صفحہ ۱۴۵) میں لکھتے ھیں کہ ,,جرھم جب سیدہ ھاجرہ کے پاس آ کر قیام پذیر ہوئے تو انھوں نے دس بکریاں انھیں تحفةً پیش کیں ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیدنا اسماعیلؑ کی تمام بکریاں انھیں کی نسل سے تھیں ۔

عرب میں پانی کی بڑی قلت رھتی تھی ۔ جہاں کہیں پانی کا چشمہ مل جاتا تو وھاں ایک بڑا سا کنواں کھود لیتے تھے اور اسکے آس پاس ایک بستی آباد ہو جاتی تھی ۔ بنو جرھم بھی اس پانی کے چشمہ کو دیکھکر حضرت ھاجرہ کی اجازت سے اسکے آس پاس آباد ہو گئے اور تھوڑے عرصہ میں وہ مقام ایک شہر بن گیا جس کا نام بکہ یا مکہ مشہور ہوا ۔ بنوجرھم نے پانی کے معاوضے میں حضرت ھاجرہ اور اسماعیلؑ کی خبرگیری کے فرائض اپنے ذمہ لئے اور انکے سردار مضاض نے جو اپنے قبیلے کی بزرگی کی وجہ سے دوسرے قبیلوں پر بھی حکمرانی کرتا تھا اپنی لڑکی حضرت اسماعیلؑ کے نکاح میں دیدی (۴) ۔

تعمیر کعبہ و ابتداء حج

توراۃ میں مذکور (۵) ھے کہ حضرت ابراھیمؑ جہاں کہیں جاتے ایک بن گھڑا پتھر نصب کر کے اسکو قربانگاہ قرار دیتے تھے لیکن

مکه میں انھوں نے ایک چوکونہ عمارت تعمیر کی جو ,,بیت ایل ،، یا بیت اللہ کہلائی ـ کیونکہ یہ عمارت بشکل مکعب تعمیر ہوئی تھی اسلئے کعبہ کے نام سے مشہور ہو گئی (۶) ـ یہ عمارت کوہ صفا اور مروہ کے بالکل قریب واقع ہے اور دنیا میں یہ پہلا گھر تھا جو حقیقی معبود کی سچی عبادت کیلئے بنایا گیا تھا ـ قرآن مجید میں اسے بیت العتیق (۷) بھی کہا گیا ہے ـ

حضرت ابراہیمؑ نے اب تک عبادت کا کوئی مخصوص طریقہ مقرر نہیں کیا تھا ـ اب انھوں نے مکہ میں خانہ کعبہ تعمیر کر کے اسکا اعلان کر دیا کہ یہ گھر ایک خدا کے ماننے اور اسی کے سامنے جھکنے والوں کا مرکز اور جائے اجتماع ہے اور یہی خدا کی مرضی بھی تھی جیسا کہ سورۃ الحج آیت ۲۷ میں ارشاد ربانی ہے ،، اور جب ہم نے ابراہیم کیلئے خانہ (کعبہ) کی جگہ مقرر کر دی (اور حکم دیا) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میرے گھر کو طوائف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے پاک رکھو ،، اور پھر اگلی آیت ۲۸ میں فرمایا ,, اور لوگوں میں منادی کر دو ـ لوگ تمہارے پاس پاپیادہ چلے آئینگے اور دبلے پتلے اونٹوں پر سوار ہو کر جو دور دراز راستوں سے آئے ہونگے ،، ـ

تعمیر کعبہ کے بعد اور اس اعلان سے مکہ رفتہ رفتہ اطراف و جوانب کے تمام ممالک میں مشہور ہو گیا اور لوگ دور دور سے اسکی زیارت کو آنے لگے اور ہر ملک کے وہ تمام لوگ جو خدا کو واحد مانتے تھے مکہ میں جمع ہو کر حضرت ابراہیمؑ کے بتائے ہوئے طریقہ پر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے ـ

مکه کے کنویں (٨)

خانہ کعبہ رفتہ رفتہ مرجع خلائق بنتا گیا اور زائرین کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ حج کے ایام میں چاہ زمزم کا پانی ناکافی ہوتا گیا چنانچہ مخیر حضرات اپنے اخراجات سے کنویں کھودتے رہے ۔ رسول کریم صلعم کی ولادت سے دو صدی پیشتر یعنی ۳۷۰ ء کے قریب قصٰی بن کلاب جو آنحضرت صلعم سے پانچ پشت اوپر تھا جب مکہ کی حکومت اور تولیت کعبہ کا مالک ہوا تو اس نے بکھری ہوئی اولاد اسماعیلؑ کو پھر جمع کیا ۔ ان کے مکہ داخل ہونے سے پہلے اہل مکہ ان حوضوں اور تالابوں کا پانی پیتے تھے جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے اور اس کنویں کا پانی پیتے تھے جو لوی بن غالب نے حرم کے باہر کھودا تھا جسے الیسیرۃ کہتے تھے ۔ اسکے علاوہ مندرجہ ذیل کنویں کھودے گئے : (٩) ۔

١ ۔ البروا ۔ یہ کنواں عرفہ کے قریب تھا اور مرہ بن کعب نے کھودا تھا ۔

٢ ۔ العجول ۔ یہ کنواں قصٰی بن کلاب نے ام ھانی کے مکان والی جگہ کھودا تھا لیکن قصٰی کے مرنے کے بعد بنی نضر بن معاویہ میں سے ایک آدمی اس میں گرگیا اور یہ بیکار ہو گیا ۔

٣ ۔ بذر ۔ اسے ھاشم بن مناف نے الخندمہ کے قریب شعب ابی طالب کے دھانہ پر کھودا تھا ۔

٤ ۔ سجلہ ۔ یہ بھی اسی ھاشم نے کوہ صفا و مروہ کے درمیان کھودا تھا جو اسد بن ھاشم نے عدی بن نوفل بن عبدمناف ابی المطعم کو ہبہ کر دیا ۔ بعض کہتے ھیں سجلہ عدی نے ھاشم

سے خرید لیا تھا اور بعض کہتے ھیں سجلہ عبدالمطلب نے چاہ زمزم کے دوبارہ کھدنے کے بعد عدی کو ھبہ کر دیا تھا ۔ کیونکہ مکہ میں پانی کی افراط ھو گئی تھی ۔ بعد میں یہ کنواں مسجد میں شامل کر لیا گیا ۔

۵ ۔٦ چاہ الطوی اور الجسفر ۔ یہ دونوں کنویں عبد شمس بن عبدمناف نے مکہ کے بالائی حصہ میں کھودے تھے اور الطوی کے پانی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اتنا شیریں اور صاف ہے جیسے ابر کا پانی ۔

۷۔۸ خم اور رم ۔ عبدشمس نے دو کنویں اور کھودے جن کے نام اس نے خم اور رم رکھے اور انھی پر کلاب بن مرہّ نے اپنے کنوؤں کے نام رکھے ۔ خم بند کے پاس تھا اور رم حضرت خدیجہ بنت خویلد کے مکان کے پاس تھا ۔

۹۔۱۰ ام جعلان اور علوق ۔ یہ دنوں بنی عبدالشمس کے کنویں تھے ۔

۱۱ ۔ نیا کنواں ۔ میمون بن الحضرمی نے جو بنی عبدشمس بن مناف کا حلیف تھا ایک کنواں کھودا اور یہ آخری کنواں تھا جو مکہ میں عہد جاھلیت میں کھودا گیا ۔ اسی کے پاس امیر المؤمنین المنصور کی قبر تھی ۔

۱۲ ۔ الحفر ۔ امیہ بن عبدالشمس نے جیاد میں یہ کنواں کھودا ۔

۱۳ ۔ شفیہ ۔ بنی اسد بن عبدالعزی بن کلاب نے یہ کنواں کھودا اور اسکا پانی آب باراں کی مانند کہا جاتا تھا ۔

۱۴ ۔ چاہ ام حراد ۔ بنی عبدالدار بن قصیٰ نے اسے کھودا اور اسکے متعلق امیہ بنت عملیہ بن السباق بن عبدالدار کہتی ہے ,,ھم نے ام حراد جیسا دریا کھودا ہے ۔ وہ بذر کی طرح خشک

اور بے آب نہیں " ۔ اسکے جواب میں صفیه بنت عبدالمطلب کہتی ہیں ,,وہ ہمیں ہیں جنھوں نے بذر کھودا ہے جو آنے والے حاجیوں کے بڑے حصے کو سیراب کرتا ہے اور ام حراد تو ایسا ہے که اس میں صرف ٹڈیاں اور چیونٹیاں ہیں اور اس میں نجاست ہے جو بیان نہیں کی جا سکتی " ۔

۱۵ ۔ السنبله ۔ بنی جمح نے اسے کھودا ۔ یه خلف بن وهب الجمحی کا کنواں ہے اور ایک کہنے والے نے اس کے متعلق کہا ہے ,, ہم نے حاجیوں کے لئے السنبله کھودا جس کا پانی ابر کی مانند ہے جو خدائے ذوالجلال نازل فرماتا ہے ۔

۱٦ ۔ الغمر ۔ بنی سہم نے اسے کھودا ۔ یه العاصی بن وائل کا کنواں ہے ۔ اس کے متعلق کسی نے کہا ہے ,, ہم نے حاجیوں کے لئے الغمر کھودا ہے جو اس فراوانی سے پانی دیتا ہے که کیا کوئی وادی بہاتی ہوگی ۔

۱۷ ۔ الحضیر ۔ بنی عدی نے اسے کھودا ۔ اس کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے ہم نے اپنا کنواں الحضیر کھودا ہے جس میں پانی دریا کی طرح ابلتا ہے ۔

۱۸ ۔ سقیا ۔ اسے بنی مخزوم نے کھودا ۔ یه هشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کا کنواں ہے ۔

۱۹ ۔ النقع ۔ یه کنواں بنی عامر بن لوی نے کھودا ۔

۲۰ ۔ چاہ عکرمه ۔ یه کنواں جو عکرمه بن خالد بن عاصم بن هاشم المغیرہ کی طرف منسوب ہے محله جیاد میں ہے ۔

۲۱ ۔ چاہ حویطب ۔ یه حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کی طرف منسوب ہے ۔

۲۲ ۔ چاہ ابوموسیٰ ۔ یہ کنواں حضرت ابوموسی الاشعریؓ کی طرف منسوب ہے جو المعلاۃ میں ہے ۔

۲۳ ۔ چاہ شوذب ۔ یہ شوذب جو حضرت معاویہؓ کا آزاد کردہ غلام تھا اس کی طرف منسوب ہے ۔ یہ باب بنی شیبہ کے قریب تھا ۔ یہ جگہ ۱٦۱ ھ میں خلافت امیر المؤمنین المہدی عباسی کے دوران حرم میں داخل ہو گئی تھی ۔

۲۴ ۔ چاہ بکار ۔ یہ ذی طوی میں ہے اور اہل عراق میں سے ایک شخص کی طرف منسوب ہے جس نے مکہ میں سکونت اختیار کر لی تھی ۔

۲۵ ۔ چاہ وردان ۔ یہ السائب بن ابی دواعہ بن صبیرہ الشمسی کے آزاد کردہ غلام وردان کی طرف منسوب ہے ۔

۲٦ ۔ چاہ الاسود ۔ الاسود بن سفیان بن عبدالاسود بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کی طرف منسوب ہے اور یہ امیر المومنین المہدی عباسی کی آزاد کردہ لونڈی خالصہ کے کنویں کے قریب ہے ۔

۲۷ ۔ اطلوب ۔ یہ کنواں مکہ کے زیریں حصہ میں ہے اور عبداللہ بن صفوان کی طرف منسوب ہے

۲۸ ۔ البرود ۔ یہ فخ میں ہے اور مخترش الکعبی جو خزاعہ میں سے تھا اس کی طرف منسوب ہے ۔

۲۹ ۔ سبیل سراج ۔ جو فخ میں ہے اور بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام سراج نے لگائی تھی ۔

۳۰ ۔ الاسود بن ابی البختری بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ کا کنواں باب الاسود پر حناطین کے قریب تھا ۔ اس کو بعد میں مسجد میں داخل کر لیا گیا ۔

۳۱ ۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ نے بھی ایک کنواں کھودا جو بنی نوفل کا کنواں کہلاتا تھا ۔

۳۲ ۔ حضرت عقیلؓ بن ابی طالب نے بھی ایک کنواں کھودا تھا ۔

۳۳۔۳۴ ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمانؓ نے بھی منیٰ میں شعب آل عمر کے مقام پر کنویں کھودے تھے ۔ اس کے علاوہ بنی مخزوم میں بئر الشرکاء اور ایک کنواں بئر الصلاصل منیٰ میں عقبہ کے قریب اور بئر سقایہ عرفات میں عبداللہ بن زبیر العوام نے بنوایا تھا ۔

علامہ تقی فارسی نے ۵۸ (۱۰) کنویں بیان کئے ھیں جن میں باب معلاء سے منیٰ تک ۱۷، منیٰ میں ۱۵ اور مزدلفہ میں ۳ کنویں پائے جاتے ھیں ۔ عرفات میں زیادہ الکبریٰ ، زیادیۃ الصغری اور الشمردقیہ کا ذکر ہے اور باب الشبیکہ سے تنعیم تک ۲۳ کنویں بیان کئے گئے ھیں۔

علاوہ ازیں عسقلانی ، جعرانہ اور زاھر جیسے کنویں بھی پائے جاتے ھیں ۔ جعرانہ تو اب بھی موجود ہے ۔ چونکہ ابتداء میں آبادی تھوڑی تھی اور حجاج کی تعداد بھی زیادہ نہیں ھوتی تھی اس لئے کنوؤں کے پانی پر گزر ھو جاتی تھی لیکن جب آبادی اور زائرین کی تعداد میں اضافہ ھوتا گیا تو مزید انتظام کی شدید ضرورت پیش آئی چنانچہ نہریں اور برساتی تالاب ھی بنائے جانے لگے ۔

مکہ معظمہ میں پانی کی کمی محسوس کرتے ھوئے حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دور خلافت میں دس چشموں کا پانی ان نالوں کے ذریعے جو اس غرض کے لئے بنائے گئے تھے مکہ کی طرف پہنچا دیا اور جب عبداللہ بن عامر نے حج کیا تو اس نے ان سب چشموں کو اکٹھا کر دیا

اور ایک چشمے میں مدغم کر دیا ۔ اور میدان عرفات میں بڑے بڑے حوض بنائے جن میں چشمے کا پانی پہنچا دیا ۔ اس طرح لوگوں کو مکہ اور عرفات میں پانی کی سہولت ہو گئی ۔

۱۳۲ ہجری (۳٦٧ء) میں بنو امیہ کی خلافت کے آخر میں وہ سب چشمے جو بڑے چشمے تک پانی پہنچاتے تھے خراب ہو گئے اور مکہ کو پانی کی ترسیل منقطع ہوگئی جس کی وجہ سے لوگ پریشانی اور مشکلات کا شکار ہوگئے یہاں تک کہ ایک مشکیزہ پانی دس درہم میں ملنے لگا جو کہ ۲۵ قرش مصری سے زیادہ تھا اور اس مشکل سے نجات حاصل کرنے کے لئے لوگوں نے پھر کنوؤں کی طرف رجوع کیا اور یہ سلسلہ خلافت ہارون الرشید تک جاری رہا (۱۱) ۔

تحریک اجراء نہر زبیدہ :

اھالیان مکہ اور زائرین انہی مندرجہ بالا کنوؤں چشموں اور تالابوں کا پانی استعمال کرتے تھے کہ ایک سعادت مند خاتون نے ایسا فقید المثال کارنامہ انجام دیا جو قیامت تک تابندہ اور پائندہ رہے گا ۔ ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن المنصور المتوفی ۸۳٦ء ۔ ۲۱٦ ھ جس کا نام امۃ العزیز تھا بچپن میں اس کے دادا الملک المنصور محبت سے اسے زبیدہ کہا کرتے تھے اور اسی نام سے وہ تاریخ میں مشہور (۱۲) ہوگئی ۔ موصوفہ خلیفہ ہارون الرشید (۱۹۳ تا ۱۷۰ ھ) ۔ (۸۰۹ تا ۷۸٦ء) کے چچا کی بیٹی تھی اور خلافت پر متمکن ہونے سے پانچ سال پیشتر (۷۸۱ء) میں زبیدہ اس کے عقد میں آئی ۔

خواجہ شمس الدین سیالوی اپنے ملفوظات ,,مرأۃ العاشقین،، میں بیان کرتے ھیں کہ ایک دن ملکہ زبیدہ نے خواب دیکھا کہ روئے زمین کے لوگ اس سے جماع کر رہے ھیں ۔ موصوفہ اس خواب سے بڑی

پریشان ہوئی اور اس کی تعبیر دریافت کرنے کے لئے ایک کنیز امام اعظم ابوحنیفہؒ کی خدمت میں بھیجی اور ہدایت کی کہ امام صاحب کو بتانا کہ یہ خواب میں نے خود دیکھا ہے۔ کنیز نے اسی طرح کہا لیکن امام صاحب نے فرمایا کہ تو اس قسم کے خواب کے لائق نہیں۔ پھر کنیز نے کہا کہ یہ خواب ملکہ زبیدہ نے دیکھا ہے۔ امام صاحب نے تعبیر یہ بتائی کہ زبیدہ سے کوئی ایسا کام ہوگا جس سے اکثر لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔ اس سے زبیدہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ حرمین شریفین کے درمیان نہر جاری کرائی جائے تو زہے نصیب۔ پس اس کے بعد اس نے مجوزہ منصوبے کی تکمیل کے لئے مصمم ارادہ کر لیا (۱۳)۔

پاپیادہ حج :

خلیفہ ہارون الرشید کی عمر ۴۰ سال کے قریب تھی کہ اس نے اپنے وزیر عمرو بن مسعدہ سے پاپیادہ حج کا ارادہ ظاہر کیا۔ چنانچہ وزیر نے دشوار و گزار راستوں کو سہل بنانے میں شب و روز صرف کر دیئے۔ اس نے تمام مسافت کو ۴ فرسخ (۱۲) میل) کے حصوں میں تقسیم کرکے ڈاک کا انتظام کیا اور ہر فرسخ پر ایک عمارت بنوائی۔ تیز رفتار کبوتروں کا بھی انتظام کیا تاکہ دور دراز جگہوں اور پایۂ تخت سے خلیفہ تک ایک دن یا زیادہ سے زیادہ دو دنوں میں خبریں پہنچ جایا کریں۔ اس کے علاوہ صبا رفتار سانڈنیوں کے ذریعہ خلیفہ کو ہر طرح کے ہدایا اور ضروری چیزیں بھی ملتی رہیں۔

ملکہ زبیدہ کو خلیفہ کے عزم کا حال معلوم ہوا تو اس نے بھی مطالبہ کیا کہ وہ بھی ساتھ چلے گی۔ جس کی خلیفہ نے اجازت دے دی۔ زبیدہ نے قسم کھا رکھی تھی کہ اپنے مال کا بہت بڑا حصہ امور

خیر میں صرف کر دیگی ۔ چنانچہ چلتے وقت اس نے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کا بندوبست بھی کر لیا ۔

اوائل شوال ۱۸۸ ہجری (۸۰۴ء) ہارون الرشید شہر رقہ سے حج پر روانہ ہوا ۔ ملکہ زبیدہ اس کے ہمراہ تھی جو پس پردہ چل رہی تھی ۔ نگہبانوں اور محافظوں کی کھیپ ذرا فاصلہ پر ان دونوں کی نگہبانی اور نگہداشت کر رہی تھی ۔ ان دونوں کے پیچھے ایک فرسخ کے فاصلہ پر حج کا قافلہ تھا ۔ خلیفہ اور ملکہ کے پیدل سفر کے لئے غالیچوں کا انتظام کیا گیا تھا اور امراء بنو ہاشم بھی انہی غالیچوں پر چل رہے تھے جو ان کے پاؤں تلے بچھے ہوئے تھے ۔

زبیدہ نے امور خیر پر بے دریغ دولت صرف کرنے کا جو عزم کر رکھا تھا اب اسے عملی جامہ پہنانے کیلئے مناسب وقت تھا ۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ جن راستوں سے حجاج کے قافلے آتے ہیں ان صحراؤں میں کنویں اور تالاب کھودے جائیں اور ان کے قریب ویسے ہی مکانات اور عمارتیں حجاج کی راحت اور آسائش کے لئے تعمیر کی جائیں جیسے عمرو بن مسعدہ نے خلیفہ کے لئے راستے میں تعمیر کر دی تھیں ۔ چنانچہ اس راستے کا نام ,, درب زبیدہ،، مشہور ہوگیا(۱۴)۔

نہر کی تعمیر کا حکم :

جب یہ قافلہ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ معظمہ پہنچا تو حجاج کرام اور اہالیان مکہ کو پانی کی کمیابی کی وجہ سے سخت دشواری اور مشکلات میں مبتلا دیکھ کر ملکہ زبیدہ کو بہت صدمہ ہوا ۔ اس سے ایک سال پہلے جب وہاں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط کے حالات پیدا ہو گئے تھے تو خلیفہ ہارون الرشید نے چاہ زمزم کو مزید گہرا کر دیا تھا اور چشموں اور نہروں کی اصلاح و مرمت کا

حکم دیا تھا لیکن تھوڑی مدت کے بعد پانی کی رسد میں رکاوٹ پیدا ہونے سے لوگ پھر مشکلات میں مبتلا ہو گئے تھے ۔ جب ملکہ زبیدہ نے اپنے اردگرد پیاسے زائرین و حجاج کو ھلکان ہوتے دیکھا تو گورنر مکہ کو طلب کیا اور خلیفہ کی پیشگی اجازت کے بعد حکم دیا کہ جن چشموں سے شہر اور مضافات کے لوگ پانی پیتے ھیں وہاں سے ایک نہر نکالی جائے اور اسے مکہ تک پہنچایا جائے تاکہ پانی پوری روانی سے وہاں پہنچ سکے ۔ گورنر نے عرض کی کہ اتنی لمبی نہر کھودنے پر بہت روپیہ صرف ہوگا لیکن ملکہ نے حکم دیا کہ ,, پانی ہر قیمت پر پہنچانا ہے ۔ تم کام شروع کر دو اور اس کی ذرا پروا نہ کرو کہ اس پر کیا خرچ آئے گا ۔ لاکھوں دینار بھی خرچ آجائیں تو کوئی حرج نہیں ,, ۔ چنانچہ گورنر کے لئے اس حکم پر عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا (۱۵) ۔

نہر کی تعمیر کا منصوبہ :

مکہ مکرمہ سے ۳۵ کلومیٹر دور وادی حنین کے جبل طاد سے ایک نہر نکالنے کا منصوبہ بنایا گیا جس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مختلف ممالک سے ماہر انجینئر بلائے گئے ۔ ایک اور نہر جس کا پانی جبل کرا سے وادی نعمان کی طرف جاتا تھا اسے بھی اس میں شامل کیا گیا ۔ یہ مقام عرفات سے ۱۲ کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے ۔ انجینئروں نے پیمائش کی اور پہاڑوں کو کاٹ کر تمام پتھریلی زمین کو ہموار کیا ۔ نہر زیادہ طور پر پہاڑوں کے اندر یا زیر زمین ہے اور جہاں یہ ریگ زار میں بہتی ہے اور آندھیوں سے اٹ جانے کا خطرہ تھا وہاں پہلے زمین پختہ کی گئی تاکہ ریت میں پانی جذب نہ ہو ۔ اس کے بعد نہر کو پاٹ دیا گیا اور صرف آبادی کے موقعہ پر

چاھات کی طرح دھانے کھلے رکھے گئے تاکہ مقامی لوگ و زائرین اور ان کے جانور پانی استعمال کر سکیں (۱۶) ۔

ابراھیم رفعت پاشا نے اپنے سفرنامہ ,,مرأۃ الحرمین،،(۱۷) میں اس منصوبے کا پورا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس نہر کا منبع جبل شاھق (جسے جبل طاد بھی کہتے ھیں) کے دامن میں ہے جو سیاہ بلند پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اور انھیں جبال الثقہ کا نام دیتے ھیں ۔ یہ پہاڑ مکہ سے طائف کے راستے میں واقع ھیں اور انھی کے درمیان چشمہ حنین واقع ہے جس سے لوگ کھجوروں کے باغات اور کھیتوں کو پانی دیتے تھے اور اسی جگھہ کو حائط حنین کہا جاتا ہے جہاں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین لڑی تھی ۔ چنانچہ ملکہ زبیدہ نے یہ تمام اراضی خرید لی اور اس میں جتنے باغات اور کھجوریں تھیں سب کو ختم کر دیا اور پانی جاری کرنے کے لئے پہاڑوں میں سے نہر نکالی جس میں چشمہ حنین کا پانی بہتا تھا ۔ پھر پہاڑوں کو کاٹ کر ھر ایسے پہاڑ کے دامن میں جہاں بارش کے وقت پانی جمع ہونےکا احتمال تھا تالاب بنائے گئے اور ان کو نالیوں کے ذریعے چشمے کی نہر سے ملا دیا گیا ۔ یہ سات تالاب تھے اور ھر تالاب نے ایک چشمے کی صورت اختیار کرلیجو حنین کے چشمے کی مدد کرتا تھا اور بارشوں میں کمی اور زیادتی کی وجہ سے ان چشموں میں پانی کم اور زیادہ ہوتا رہتا تھا ۔

نہر زبیدہ میں بہنے والے پانی کا مرکز جبل کرا کے دامن میں ہے جو بہت اونچا ہے اور اس پر چڑھنا انتہائی دشوار ہے ۔ اس کے نیچے سے اوپر تک نصف دن کا سفر ہے اور اس کے بعد طائف کا علاقہ آتا ہے ۔ اس پہاڑ کے دامن سے یہ پانی ایک نہر کے ذریعے ,,اوجر،، کے

مقام پر جو وادی نعمان میں واقع ہے لے جایا گیا ۔ پھر دو پہاڑوں کے درمیان ,,شاھقین ،، کے مقام پر جو عرفات کے بلند حصه میں واقع ہے اور جہاں کھیتی باڑی بھی ہوتی ہے اس نہر کو لے جایا گیا ۔ پھر اسے جبل عرفات کے دامن میں موڑ کر ان حوضوں تک پہنچایا گیا جو میدان عرفات میں بنائے گئے تھے ۔ حج کے دنوں میں ان بھرے ہوئے حوضوں سے حاجیوں کے پینے کے لئے پانی مہیا کیا جاتا تھا ۔

میدان عرفات سے اس نہر کو پھر شمال کی طرف لے جایا گیا اور تقریباً ۱۳۷۸ میٹر کی دوری پر ایک بازان ۔ زمین کے ندر کنواں ہے جس میں پانی گرتا ہے اور اس میں اترنے کے لئے سیڑھیاں ہیں کہیں سے گہری اور کہیں سے قریب سطح زمین کے مطابق ہیں ۔ اس کنویں سے لوگ پانی پیتے ہیں اور اس کا نام ,, فقیر الذنب الاعلیٰ،، ہے۔ اس بازان سے ۴۰ میٹر کے فاصلہ پر دوسرا بازان ہے جس کا نام ,, ,,فقیرالذنب الثانی،، ہے۔ پھر نہر مغرب کی جانب ہٹ جاتی ہے اور وادی المفمس میں داخل ہوتی ہے جو حوض البقر تک جاتی ہے جو دوسرے بازان سے ۱۴۲۰ میٹر دور ہے۔ اس حوض میں ۲۵ نالیاں ہیں۔

یہاں سے پھر یہ نہر پہاڑ کے دامن میں واقع اس جگه پہنچتی ہے جسے ,, الخاضرہ ،، کہتے ہیں اور اس کے نزدیک زرعی زمین ہے جسے ہمدانیه کہتے ہیں ۔ اس کے بعد نہر دائیں جانب بازان الحقابه تک مڑ جاتی ہے جو که عرفات سے آتے ہوئے دائیں جانب ہے۔ پھر بازان المعترضه کی طرف جاتی ہے اور المازمین کے دامن سے بہتے ہوئے مزدلفه کی طرف چلی جاتی ہے اور وہاں سے وادی نار تک پہنچتی ہے۔

اسی وادی میں مکه کی طرف جانے والے آدمی کے دائیں ہاتھ پہاڑ کے پاس ایک بازان ہے جسے فمَ الوبر کہتے ہیں اور وہاں سے پانی کا راستہ پہاڑ کے اندر منیٰ کے پیچھے تک المفجر پہنچتا ہے۔ یہاں

ایک بلند جگہ پر ٹیوب ویل لگایا گیا ہے جو نہر کا پانی اونچی جگہ پر پہنچاتا ہے جہاں سے لوہے کے پائپوں کے ذریعے ان حوضوں تک پہنچاتا ہے جو منیٰ میں جلالۃ الملک مصر فواد الاول کے عہد کے آخر میں بنائے گئے تھے ۔ حاجی اور مقامی لوگ ان حوضوں کا پانی پیتے ھیں ۔ پھر یہ نہر منیٰ کے پیچھے سے نکلتی ہوئی ان کھلی جگہوں تک پہنچتی ہے جن کے سامنے بڑے بڑے کھلے راستے ھیں اور ایک طرف مسجد ہے اور جانوروں کو پانی پلانے کے لئے ایک حوض ہے جسے حوض کو البقر الثانی کہتے ھیں یہاں سے پھر نہر زیر زمین بہتے ہوئے ایک بہت بڑے کنویں تک پہنچتی ہے جس کے ارد گرد بڑے بڑے پتھروں کے منڈیر بنائے گئے ھیں اسے بئر زبیدہ (زبیدہ کا کنواں) کہتے ھیں ۔ یہاں نہر ختم ہو جاتی ہے اس نہر کو مکہ تک پہنچانے کا شاید کوئی منصوبہ ہو کہ اسے چشمہ حنین کے ساتھ ملا دیا جائے لیکن اس میں کچھ رکاوٹیں ہو گئیں جسے ہم نہیں جانتے ۔ اس بڑے کنویں اور نہر کے منبع کے درمیان ۳۲۰۰۰ میٹر کا فاصلہ ہے جو سواری پر ایک گھنٹہ میں طے ہوتا ہے ۔ اس وقت اس کنویں سے شریف والئی مکہ معلمین کے مولوی اور حاجیوں کے قافلے سواریوں پر مشکیزوں کی صورت میں پانی ڈھو ڈھو کر استعمال میں لاتے ھیں ۔ اس زمانے تک نہر نعمان صرف عرفات اور منیٰ کے لئے مخصوص تھی ۔

ابوالولید ازرقی اپنی مشہور کتاب تاریخ مکہ میں رقم طراز ھیں (۱۸) کہ ھارون الرشید کے بیٹے امین کی والدہ ملکہ زبیدہ نے مکہ معظمہ میں کنویں ، تالاب اور حوض بنوائے اور رأس الحجاز میں واقع عین المشاش نامی مشہور نہر کھدوائی ۔ عرفات سے ۱۲ میل

دور جنوب مشرق میں پتھر کی چٹانوں کو کاٹ کر ایک مضبوط اور مستحکم نہر کے ذریعے وہاں کا بارانی اور چشموں کا پانی عرفات کے حوضوں تک پہنچایا اور جب حج قریب آ جاتا تو مکہ کی طرف بہنے والی نہر کو بند کر دیا جاتا اور عرفات کو جانے والی نہر کی جانب پانی کا رخ موڑ دیا جاتا حتیٰ کہ جبل الرحمت کی طرف بہنے والی نہر میں پانی چڑھ جاتا اور یہ نہر پہاڑ کے گرد گھوم کر شمال کی جانب واقع پرانے حوضوں میں جاگرتی ، جہاں سے زائرین ان کے مویشی اور دوسرے جانور سیراب ہوتے ۔ پھر جب عرفات سے یہ نہر آگے چل کر مزدلفہ پہنچتی تو وہاں اس کا پانی ملکہ زبیدہ اور دوسرے مخیر حضرات کے تعمیر کردہ چار حوضوں میں جمع ہو جاتا ۔ بالآخر وہاں سے یہ نہر منیٰ اور مکہ تک پہنچتی اور اس کے مضافات میں پھیل جاتی ۔

آگے چل کر فاضل مصنف رقمطراز ہے کہ ملکہ زبیدہ نے چشمہ حنین کے ملحقہ علاقہ کی زمین خرید لی جس سے وہاں کی کھیتی باڑی اور باغبانی ختم ہو کر رہ گئی اور تمام پہاڑوں پر چھوٹے چھوٹے تالاب تعمیر کرا دیئے جن میں بارشوں اور چشموں کا پانی جمع ہو کر نالیوں کے ذریعے چشمہ حنین سے ملا دیا گیا انھی میں نہر مشاش ، نہر میمون ، نہر زعفران ، نہر البرود ، نہر الطارقی ، ثقبہ اور الجرینات شامل ہیں ۔

حسابات :

مولانا محمد عبدالمعبود اپنی کتاب تاریخ مکہ المکرمہ جلد ۱ (۱۹) میں لکھتے ہیں کہ جب عین حنین سے نہر زبیدہ کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا تو ایک اور نہر جس کا پانی جبل کرا سے وادی

نعمان کی طرف جاتا تھا اسے بھی اس میں شامل کر دیا گیا ۔ علاوہ ازیں منیٰ کے جنوب میں بھی صحرا کے مقام پر ایک تالاب بئر زبیدہ نامی تھا جس میں بارش کا پانی جمع کیا جاتا تھا اس سے سات کاریز کے ذریعے پانی نہر میں لے جایا گیا ۔ پھر وہاں سے ایک لائن مکہ معظمہ کی طرف اور ایک عرفات میں مسجد نمرہ کی طرف لے جائی گئی ۔ اس طرح اس عظیم الشان منصوبہ پر ۱۷۰،۰۰۰ دینار خرچ ہوئے ۔ مولانا عبدالرزاق کانپوری اس کی تعمیر پر سکہ انگریزی کے مطابق ۸۵ لاکھ روپے صرف ہونا بتاتے ہیں (۲۰) ۔

۸۰۹ء میں ملکہ زبیدہ کو ایک اور حج کی سعادت نصیب ہوئی اور اس موقع پر اس نے نہر کی تعمیر کے کام کا خود معائنہ کیا ۔ اگلے سال جب یہ عظیم منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچا تو منتظم اور نگران حضرات نے اخراجات کی تفصیلات تحریری طور پر ملکہ کی خدمت میں پیش کیں ۔ جبکہ ملکہ دریائے دجلہ کے کنارے واقع اپنے بہت اونچے محل میں بیٹھی دریا میں جھانک رہی تھی ۔ اس نے وہ تمام کاغذات دریا برد کر دیئے اور کہا ,, میں یہ حساب قیامت کے روز پر چھوڑتی ہوں ۔ میں نے یہ کام محض رضائے الٰہی کے لئے کیا ہے اور مجھے اس کے حسابات سے کوئی واسطہ نہیں (۲۱) ۔

۲۱۶ھ (۸۳۱ء) میں ملکہ زبیدہ کا انتقال ہو گیا ۔ بتایا گیا ہے کہ کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا ,, اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ،، جواب دیا ,, اس نے مجھ پر رحمت فرمائی ،، کہا ,, اس مال کی وجہ سے جو تم نے مکہ معظمہ کی راہ میں صرف کیا ،، ۔ جواب دیا ,, نہیں ۔ اس مال کا اجر تو مال کے مالک کو ملا ۔ مجھے تو حق تعالیٰ نے صرف میری نیت کی وجہ سے بخش دیا ،، (۲۲) ۔

نہر کی بعد ازاں مرمت و توسیع :

ساتویں صدی ہجری کے آخر میں اس تالاب کو نقصان پہنچا اور نہر کی دیواریں بھی ٹوٹ گئیں جس کی وجہ سے پانی کی سپلائی بھی بند ہوگئی ۔ شہر کے لوگ پریشانی کا شکار ہوگئے خصوصاً حج کے موقع پر پانی کی قلت انتہا کو پہنچ گئی اور دس درہم میں ایک مشکیزہ فروخت ہونے لگا جب کہ حج سے پہلے چھ سات درہم میں مل جاتا تھا ۔ اس زمانہ میں تاتاریوں کے بادشاہ سلطان ابی سعید بن خربندہ یا خدا بندہ کے نائب سلطان امیر جوبان عراقی کو شوق ہوا کہ مکہ مکرمہ میں کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے خلق خدا فیضیاب ہوتی رہے چنانچہ اس نے نہر زبیدہ کی توسیع و مرمت کا تہیہ کر لیا اور بازان نامی ایک معتمد خاص کو پچاس ہزار دینار دے کر روانہ کیا جس نے چار ماہ کی مسلسل جدوجہد کے بعد ۷۲٦ھ میں یہ کام بحسن و خوبی تکمیل کو پہنچایا ۔ اس میں یہ جدت بھی کی گئی کہ ۸ جمادی الثانی ۷۲۵ھ میں صفا اور مروہ کے درمیان سجلہ نامی جو کنواں کھودا گیا تھا نہر کا پانی اس میں ڈال دیا گیا ۔ اس سے پانی میں اس قدر فراوانی ہوگئی کہ لوگوں نے باغات اور سبزیاں لگانی شروع کر دیں ۔ اس منصوبہ پر ۱۵۰،۰۰۰ درہم خرچ آئے (۲۳) ۔

دوسرے مسلم سلاطین کی سعی جلیلہ :

بعد ازاں ۷۲۸ھ میں ملک ناصر بن قلاؤن نے ایک برساتی نالے کو اس میں ملا دیا ۔ ۷۳۴ھ میں مصری حکومت نے منی کے ایک نالہ کا مزید اضافہ کیا ۔ ۸۱۸ھ میں نہر کی پھر تعمیر ہوئی ۔ ۸۲۱ھ میں مصر و شام اور حرمین الشریفین کے قائدین کی مشترکہ

جدوجہد سے اس کی تعمیر و مرمت کا کام کیا گیا لیکن اسی سال موسم حج میں پھر پانی کی قلت ہو گئی چنانچہ ۸۲۲ ھ میں نہر کو گہرا کیا گیا اور ۸۲۵ھ میں خواجہ بیرم ناظم حرم نے اس کی اصلاح کرائی ۔ ۸۵۰ ھ میں سلطنت عثمانیہ کے سلطان مراد دوم نے بھی نہر زبیدہ کی اصلاح و مرمت کا کام کرایا ۔ ۸۷۵ھ میں سلطان اشرف قاتبائی نے اس کی صفائی اور مرمت کا عظیم کارنامہ انجام دیا ۔ گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے نہر کے ابتدائی حصے خشک پڑے تھے کیونکہ مٹی اور ریت سے اٹ جانے پر اور دیواروں کے گر جانے سے پانی بند ہو گیا تھا ۔ چنانچہ جبل رحمت سے وادی نعمان تک نہر کی مکمل صفائی کا اہتمام کیا گیا ۔ پھر حوض اور برساتی گڑھوں کو صاف کرا دیا گیا اور پانی سے بھروا دیئے گئے اس کے بعد نہر خلیص کی مرمت کرائی گئی اور اس کے قریب تمام حوض صاف کرکے پانی سے بھر دیئے گئے اس طرح زائرین اور حجاج کو بہت فائدہ پہنچا ۔ اور اس کے بعد عرصہ دراز تک حجاج اور اہل مکہ پانی کی نعمت سے لطف اندوز ہوتے رہے مگر جب حکام وقت نے اس کی طرف سے توجہ ہٹائی اور داخلی معاملات کی بجائے خارجی امور میں منہمک ہو گئے تو پھر نہر کی حالت خستہ و شکستہ ہو گئی جس کے باعث نہر میں ۹۳۰ ھ سے ۹۷۰ ھ تک پانی بند رہا اور لوگ ایک مرتبہ پھر شدائد و مشکلات کا شکار ہو گئے ۔ پانی کی قلت ایسی سنگین صورت اختیار کر گئی جو بیان سے باہر ہے ۔ تین لیٹر کا ایک مشکیزہ ایک پونڈ سرخ میں فروخت ہونے لگا ۔

پانی کی اس قلت کا مکہ کے باشندوں پر اتنا شدید اثر پڑا کہ انہوں نے سلطنت عثمانیہ کے عظیم فرمانروا سلطان سلیمان عالیشان

سے نہر کی اصلاح و مرمت کا پے در پے مطالبہ کیا تاکہ اس آفت ناگہانی سے انہیں نجات ملے ۔ سلطان موصوف کی عالی مرتبہ بیٹی شہزادی مہرماہ نے اس خدمت جلیلہ کو سرانجام دینے کے لئے سلطان سے اجازت طلب کی تاکہ اس کارخیر کے ذریعے باشندگان مکہ کی خدمت کا شرف حاصل ہو سکے ۔ شہزادی عالیہ نے اپنے ذاتی مال سے زرکثیر صرف کرکے اپنے ایک قابل اعتماد آدمی کو یہ کام انجام دینے کے لئے مکہ مکرمہ روانہ کر دیا ۔ اس دانشور نے مکہ پہنچ کر اکابرین و معززین کی ایک کمیٹی تشکیل دی اور ان سے مشورہ اور راهنمائی کے مطابق کام شروع کر دیا ۔ چنانچہ نہر کھودنے ، ٹوٹی ہوئی شاخوں کی مرمت کرانے اور برانچوں کی صفائی کا کام پورے زور و شور سے شروع ہو گیا ۔

جب عین حنین سے نہر زبیدہ تک اصلاح و مرمت کا کام پورا ہو گیا تو منتظمہ کمیٹی اس بات پر غور کرنے لگی کہ نہر زبیدہ نشیب میں واقع ہے کیوں نہ اسے کسی بلند جگہ تعمیر کیا جائے تاکہ پانی کی سپلائی میں سہولت ہو۔ اگرچہ ۲۵ میٹر بلند پہاڑی پر اس کام کو انجام دینا بیحد دشوار تھا لیکن ان کی عالی ہمتی اور عزم مصمم نے مشکل کام بھی آسان کر دیا اور کئی پہاڑوں کو کاٹ کر ۹۷۹ ھ میں اس نہر کو شہر تک پہنچا کر اپنے مشن کو مکمل کر دیا ۔ اس نئی تعمیر میں نہر کو ۱¼ میٹر چوڑا اور ۱½ میٹر اونچا کر دیا گیا (۲۳)۔

ہندوستانی مسلمانوں کا نہر کی مرمت میں حصہ :

اس کے بعد ۱۰۱۹، ۱۰۲۰ ، و ۱۰۲۵ و ۱۰٦٦ و ۱۰۹۹ و ۱۱۴۳ و ۱۱۸۱ و ۱۲۱۹ اور ۱۲۳۵ هجری میں نہر کی مرمت کا کام لگاتار ہوتا رہا ۔ ۱۲۴۲ ھ (۱۸۲۷ء) میں مکہ معظمہ میں سیلاب آنے سے

نہر کو نقصان پہنچا جس کی مرمت کر دی گئی ۔ بعد ازاں ۱۲۷۸ ھ میں نہر کی پھر مرمت کی گئی لیکن بعد میں نہر میں پانی کی رکاوٹ ہو جانے پر جس وسیع پیمانے پر مرمت کا انتظام کیا گیا اس کی روئیداد جناب ابوسلیمان الہندی نے اپنی کتاب ,, امام الہند ،، میں یوں بیان کی ہے :

,, مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب ,, آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی ،، کے صفحہ ۹۴ ، ۹۵ میں فرماتے ہیں کہ والد مرحوم (مولانا خیر الدین) جب مکہ میں تھے تو نہر زبیدہ میں یا تو بالکل پانی آتا ہی ہی نہ تھا اور اگر آتا تھا تو بہت کم اور شریف مکہ کے سپاہی اس پر بیٹھ جاتے اور نہایت گراں قیمت پر پانی فروخت کرتے تھے حتیٰ کہ دو دو ریال میں ایک ایک مشک بکتی تھی (مکہ کی مشک بہت چھوٹی ہوتی ہے) ۔

اسی زمانہ میں ایک سال حج میں پانی بالکل بند ہوگیا اور ہزاروں آدمی مر گئے ۔ والد مرحوم نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور منیٰ میں ارادہ کر لیا تھا کہ دوسرے حج کے آنے سے پہلے وہ اس کارخیر کو پورا کرکے چھوڑیں گے ۔ چنانچہ پہلے انہوں نے سلطان ترکی کی اس طرف توجہ دلائی لیکن جب وہاں کوئی شنوائی نہ ہوئی تو پبلک میں کوشش شروع کی ۔ سب سے پہلے اپنے دو مرید سیٹھوں حاجی عبدالواحد اور حاجی ذکریا سے اپیل کی ۔ انہوں نے دو دو لاکھ روپے پیش کیئے ۔ نواب کلب علی خان والئے رامپور نے بھی چھ لاکھ روپے کی رقم عطا فرمائی اور نواب عبدالغنی خاں ڈھاکہ نے ایک لاکھ روپے عطا کیئے ۔ حسن اتفاق سے

اسی سال نواب کلب علی خاں اور نواب عبدالغنی خاں بھی حج پر شریک تھے ۔ وہ اگرچہ مکہ سے چلے گئے تھے مگر جدہ میں جہاز کے انتظار میں موجود تھے ۔ والد مرحوم ان کے پاس گئے اور اس بارے میں توجہ دلائی ۔ نواب کلب علی خاں نے پانچ لاکھ اور نواب عبدالغنی خاں نے ایک لاکھ روپیہ دیا ۔ یہ واقعہ ۱۲۸۹ ہجری (۱۸۷۳ء) کا ہے۔ اس کے بعد مولانا نے اردو اور عربی میں اپیلیں چھپوائیں جو ہندوستان اور مصر بھجوائیں ۔ ہندوستان میں چندے کی فراہمی کے ذمہ دار حاجی عبدالواحد اور حاجی ذکریا تھے ۔ چنانچہ مولانا لکھتے ہیں کہ ,, ابھی چھ ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ ہندوستان سے انجینئر جدہ پہنچ گئے جن میں تین یورپین تھے جو جدہ میں ٹھہرے اور پانچ مسلمان تھے جو مکہ گئے ۔ اس کے بعد حکومت ترکی بھی متوجہ ہوئی اور اس نے بھی دو منہدس مصر سے بھیج دیئے اور اس طرح کام شروع ہو گیا ۔ سب سے زیادہ چندہ کی فراہمی میں ہندوستان نے حصہ لیا ۔ دوسرے نمبر پر مصر نے ۔ خدیوکی گورنمنٹ نے بھی ایک معقول رقم عنایت کی ۔ اگرچہ مفصل حسابات والد مرحوم کے کاغذات میں نہیں ملے مگر ان کی یاد داشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹ لاکھ روپیہ جمع ہوا تھا ۔ ,, انڈیا ونز فریڈم ،، میں بھی چندہ کی رقم بیس لاکھ لکھی گئی ہے ۔ مولانا خیر الدین نے یہ فنڈ اور اس کا انتظام سات آدمیوں کی ایک مجلس بنا کر اس کے سپرد کر دیا ۔ یہ مجلس سرکاری آدمیوں یا ایسے آدمیوں پر مشتمل تھی جو شریف مکہ کے زیر اثر تھے ۔ اس طرح اس فنڈ پر شریف

گورنمنٹ کا قبضہ ہو گیا اور فنڈ کا ایک بڑا حصہ خرد برد کر دیا گیا لیکن پھر بھی نہر کی اس حد تک مرمت ہو گئی کہ ۱۹۰۵ء تک پھر پانی کی تکلیف نہ پیدا ہوئی ـ ۱۹۰۵ء میں پھر مرمت کی ضرورت پیش آئی اور سلطنت عثمانیہ نے ایک کمیشن بھیج کر یہ کام کرا دیا ـ

نہر زبیدہ کی مرمت کے سلسلہ میں حکومت ترکی نے مولانا خیر الدین کو تمغۂ مجیدی درجہ اول عنایت فرمایا اور ان کی سفارش پر حاجی عبدالواحد اور حاجی ذکریا کو چندہ کی فراہمی اور انجینئروں کی تلاش میں تمغۂ مجیدی درجہ دوم عنایت فرمایا (۲۵) ـ

اس کے بعد بھی مرمت کا کام ۱۳۲۴ ھ (۱۹۱۸ء) ۱۳۲۶ھ (۱۹۲۰ء) ۱۳۲۷ھ (۱۹۲۱ء) اور ۱۳۲۸ھ (۱۹۲۲ء) و ۱۳۳۰ھ (۱۹۲۴ء) تک جاری رہا ـ ۱۹۲۱ء کے مرمت کے کام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سال جب مکہ میں سیلاب آیا تو اس کی نسبت عباسی حلمی پاشا خدیو جو مصری حاکم تھا اس کی طرف ہے جس کی وجہ سے سیلاب کا نام ,,سیل خدیو،، ہے جب کہ موصوف حج سے فارغ ہو کر مدینہ شریف جا چکا تھا ـ ۲۳ ذوالحج کو سیلاب آیا اور حرم شریف میں داخل ہوگیا اور تقریباً ۱۱ فٹ پانی جمع ہوگیا ـ مطاف میں کیچڑ اور مٹی بہت زیادہ جمع ہو گئی ـ اس سیلاب سے بھی نہر زبیدہ متاثر ہوئی اور شہر میں پانی کی سپلائی بند ہو گئی جو مرمت کے بعد پھر بحال کر دی گئی (۲۶) ـ

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی تفسیر ,,تفہیم القرآن،، جلد ۱ طبع چہارم ، میں صفحہ ۱۵۶ کے مقابل نہر زبیدہ کی گزرگاہ کا جو

نقشه دیا ہے بعینه ویسا هی راسته ابراهیم رفعت پاشا نے اپنے سفرنامه ,,مرأة الحرمین ،، جلد ۳ صفحه ۲۱۱ ـ نقشه نمبر ۷۸ میں دکھایا ہے۔ طائف سے عرفات اور پھر مزدلفه تک نہر اکثر و بیشتر زمین یا پہاڑوں کے اندر ہے۔ راجه محمد اشرف بی اے اپنے سفرنامه ,,آئینه حجاز،، میں لکھتے هیں (۲۷) که جبل رحمت کی مغربی سمت کے نیچے نیچے گزر کر نہر زبیده مکه کی طرف بڑھتی ہے۔ یه نہر زمین دوز ہے جبل رحمت کے نیچے سیڑھیوں کے پاس پانی کا جو انتظام ہے اس نہر کا مرهون منت ہے۔ نہر کے ساتھ ایک عمارت بنی هوئی ہے غالباً یه محکمه نہر کا دفتر ہے۔ راقم الحروف نے ستمبر ۱۹۸۲ء میں حج کے دوران نہر کی گزرگاه کو صرف مزدلفه میں دیکھا ہے جہاں اس کی تعمیر زمین کی سطح پر هوئی ہے۔ عرفات سے مزدلفه آتے هوئے نہر دائیں جانب پہاڑ کے دامن میں گزرتی ہے۔ نہر تقریباً ۴ فٹ اونچی اور ۴½ فٹ چوڑی هوگی۔ سیمنٹ سے بنائی گئی ہے۔ اور پتھر کی سلوں سے اسے ڈھانپا گیا ہے جن کی درزوں کے اندر سے جھانکنے پر بہتا هوا پانی صاف نظر آ جاتا ہے۔ نہر کے اس نمایاں حصه میں دو تین سائفن بھی دیکھے گئے جن میں سے پہاڑ سے بہتا هوا بارش کا پانی آسانی سے گزرتا ہے۔ سائفن تین فٹ اونچے اور ڈیڑھ فٹ چوڑے هونگے۔ آدمی رینگ کر هی ان میں سے گزر سکتا ہے۔ زمین سے نہر کی کرسی ۳½ فٹ کے قریب اونچی هوگی۔ دو فرلانگ کے بعد جب یه نہر منیٰ کی طرف بڑھتی ہے تو زیر زمین هو جاتی ہے۔

هر آبادی کے قریب نہر پر چاهات کی طرح کھلے دهانے رکھے گئے تھے۔ نہر کا ایک مخزن عزیزیه میں ہے جو که مکه کی ایک

آبادی ہے جو منیٰ کے متوازی واقع ہے۔ وہاں عین زبیدہ ڈیپارٹمنٹ کا دفتر ہے جس کے پاس اس کے پانی کا کنٹرول ہے۔ شہر مکہ میں نہر زبیدہ کا سب سے قدیمی مخزن حرم شریف کے پاس شارع ابوبکر صدیقؓ پر ہے۔ وہاں ایک حوض بنا ہوا ہے جس میں پانی جمع ہوتا ہے۔ اس میں متعدد پائپ لگے ہوئے ہیں ۔ اس کے بعد آبادی کے لحاظ سے مختلف مقامات پر مخزن بنائے گئے ہیں ۔

حجاج کی تعداد اب اتنی بڑھ گئی ہے کہ نہر زبیدہ کا پانی بھی ناکافی ہو گیا ہے چنانچہ سعودی حکومت نے پانی کی فراھمی کیلئے ایک اور محکمہ بنا رکھا ہے جسے انگری کہتے ہیں اس کے پاس بہت فاضل پانی ہے جو جدہ اور طائف سے لایا جاتا ہے۔ اس پانی کو بڑے بڑے ٹینکوں میں جو اونچے پہاڑوں پر بنائے گئے ہیں جمع کیا جاتا ہے جہاں سے واٹر ٹرکوں کے ذریعے مختلف جگہوں کو سپلائی کیا جاتا ہے۔ حج کے دنوں میں جب گھروں میں واٹر پائپوں میں پانی کی سپلائی بند کر دی جاتی ہے تو لوگ عموماً واٹر ٹینک خرید لیتے ہیں اور اپنی زیر زمین ٹنکیاں بھر لیتے ہیں ۔ اس پر تقریباً دو سو ریال صرف ہو جاتے ہیں ۔ اسی طرح منیٰ میں یمنی تاجر واٹر ٹینک خرید کر بڑے بڑے ڈرموں میں پانی ذخیرہ کر لیتے ہیں اور عید کے روز قربانی اور سرمنڈانے کے بعد غسل کی ضرورت ان سے پانی خرید کر پوری کی جاتی ہے اور یہ لوگ دس ریال گیلن تک وصول کر لیتے ہیں ۔

یہ نہر زبیدہ کا اعجاز ہے کہ تقریباً ۱۲ سو سال سے اھالیان مکہ و زائرین خانہ کعبہ کی پانی کی ضرورتوں کو پورا کر رہی ہے اور اب جب کہ چند سال سے حجاج کرام کی تعداد بیس لاکھ سے بھی

تجاوز کر گئی ہے تو اس نہر کا پانی بھی اب ناکافی ہو گیا ہے۔ چنانچہ محکمہ انگری کے قیام کے علاوہ سعودی حکومت نے آب مقطر کی شفاف پلاسٹک کی سربند بڑی بوتلیں بلجیم ، ھالینڈ و فرانس وغیرہ سے درآمد کی ھیں جنھیں تاجر لوگ برف سے ٹھنڈا کرکے فروخت کرتے ھیں۔

●●

مآخذ

۱۔ سورۃ ابراھیم آیت ۳

۲۔ محمد عبدالمعبود ، تاریخ مکۃ المکرمہ جلد ۱ ص ۹۴

۳۔ ایضـاً (صفحہ ۱۶۷)

۴۔ یعقوب حسن ، کشاف الھدیٰ ص ۴۸

۵۔ ایضـاً (صفحہ ۴۹ ـ ۵۰)

۶۔ سر سید احمد خان ، خطبات الاحمدیہ ص ۳۳۶

۷۔ سورۃ الحج آیت ۲۲

۸۔ تاریخ مکہ المکرمہ جلد ۱ کے مصنف محمد عبدالمعبود کتاب کے صفحہ ۳۶۷ پر لکھتے ھیں کہ مکہ کی مقدس سر زمین میں پہلے سیدنا آدمؑ کے شعب حراء میں ایک کنواں کھودا تھا جس کا لوگ پانی استعمال کرتے تھے۔

۹۔ بلاذری ، فتوح البلدان ص ۸۳ ـ ۸۶

۱۰۔ محمد عبدالمعبود ، تاریخ مکہ المکرمہ جلد ۱ ص ۱۶۷

۱۱۔ ابراھیم رفعت پاشا ، مرأۃ الحرمین جلد ۳ ص ۲۱۰

۱۲۔ مولانا عبدالرزاق کانپوری اپنی کتاب ,, البرامکہ ،، (صفحہ ۵۷۰) میں رقمطراز ھیں کہ خلیفہ منصور عباسی کے دو بیٹے تھے ایک مہدی اور دوسرا جعفر۔ زبیدہ اس جعفر کی بیٹی تھی جو ھارون الرشید کا حقیقی چچا تھا۔ زبیدہ کی ۱۴۵ ھجری بمقام موصل ولادت ھوئی جہاں اس کا باپ گورنر تھا۔ زبیدہ نسباً ھاشمیہ تھی۔ اس کا اصلی نام امۃ العزیز تھا۔ شیر خوارگیؔ میں یتیم ھو گئی تھی۔ دادا نے آغوش محبت میں لے کر بڑے چاؤ اور پیار سے پرورش کی۔

زبیدہ نہایت حسین اور گوری تھی ـ منصور دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر زبیدہ کو نچایا کرتا تھا اس لئے اس کا لقب زبیدہ (مہتنی کو کہتے ہیں جس سے مکھن نکالا جاتا ہے) پڑ گیا اور یہی نام پھر اصلی نام پر غالب آ گیا ـ

۱۳ ـ شمس الدین سیالوی ، مرأۃ العاشقین ص ۳۹

۱۴ ـ ڈاکٹر عبدالجبار ، ہارون الرشید ص ۸۷۷ ـ ۸۸۰ (ترجمہ رئیس احمد جعفری)

۱۵ ـ ایضـاً

۱٦ ـ کانپوری ، عبدالرزاق ، البرامکہ ص ۱۷۵ ـ

۱۷ ـ ابراہیم رفعت پاشا ، مرأۃ الحرمین جلد ۳ ص ۲۱۳ ـ ۲۱۱ ـ

۱۸ ـ محمد عبدالمعبود ، تاریخ مکۃ المکرمہ جلد ۱ ص ۳۷۰ ـ

۱۹ ـ کانپوری ، عبدالرزاق ، البرامکہ ص ۱۷۵ ـ

۲۰ ـ محمد عبدالمعبود ، تاریخ مکہ جلد ۱ ص ۳۷۰ ـ ۳۷۳ ـ

۲۱ ـ ماہنامہ سلسبیل بابت نومبر ۱۹۷۸ء ـ مضمون مبشرات (فقرہ ۲۰) از الطاف علی قریشی ـ

۲۲ ـ محمد عبدالمعبود تاریخ مکہ جلد ۱ ص ۷۸۷ ـ ۲۸۸ اور ۳۷۰ ـ ۳۷۳ ـ

۲۳ ـ ایضـاً

۲۴ ـ ابوسلمان الہندی ، امام الہند ص ۸۳ ـ ۸۵

۲۵ ـ محمد عبدالمعبود ، تاریخ مکہ جلد ۱ ص ۳۸٦

۲٦ ـ راجہ محمد اشرف ، آئینہ حجاز ص ۳۳۱